ڈاکٹر ولی الحق انصاری

"کشمیر جنتِ نظیر"

(۱) تا حدِ نظر سبزہ تا حدِ نظر پانی
ہر سمت فضا رنگین ہر سمت ہری ڈالی

(۲) ہر شاخ ثمر ور ہے رشکِ شجرِ طوبیٰ
کثرت وہ پھلوں کی ہے پھولوں کی وہ ارزانی

(۳) اک رنگ کا ساگر ہے ہر شاخِ گل و لالہ
اک رس کا سمندر ہے جیسی ہو کہ خوبانی

(۴) اک عطر کا دریا ہے ریحاں کا ہر اک تختہ
اک نور کا چشمہ ہے ہر آبِ کہستانی

(۵) ہر باغ طرب افزا ہر کنج نشاط آگیں
ہر گوشہ مسرت زا ہر ذرہ ہو یہ روحانی

(۶) ہیں قوسِ قزح رنگ و بو باغِ جناں خود رو
وہ لالہ صحرائی ہوں یا گلِ بستانی

(۷) داماں گلستاں پر خوش رنگ ہیں گل بوٹے
ہر ایک میں قدرت کی اک صنعت لاثانی

(۸) ہر شاخ ہے پھولوں کی آغوش کا پروردہ
ہر شاہدِ گلشن پر کانٹوں کی ہے نگرانی

(۵) ہر شاخ و گل و سبزہ ہے مظہرِ رعنائی
اک حسنِ مجسم ہے ہر پیکرِ انسانی

(۱۰) ہر زلف ہے پیچاں یا پیچ و خم میں زلفِ زلیخا کے
ہر چہرہ دل آرا ہے یا دِ مہِ کنعانی

(۱۱) ہر حسن کو دیکھ کے تک بہت ہوا دریا
دریا بھی وہ پیوستہ رہتا ہو جو طوفانی

Scanned with CamScanner

(۱۲) یہ جھیلیں ہیں یہ دریا یہ چشمے ہیں یہ نالے
سب روپ میں یکتا ہیں سب حسن میں لاثانی
(۱۳) بہتی ہوئی آئی ہے کہسار سے یوں ندی
کف منہ میں بھرے جیسے دوڑے کوئی دیوانی

(۱۴) کب بہتا ہوا پانی رکتا ہے چٹانوں سے
کب مست شباب الھڑ کرتی نہیں من مانی
(۱۵) داماں کہستاں میں بل کھاتے ہوئے چشمے
جس طرح سے لہرائے ناگن کوئی مستانی

(۱۶) ہر چار قدم پر ہیں جھیلوں کے حسین منظر
افراط ہے جھرنوں کی چشموں کی فراوانی
(۱۷) یہ بید کی لچکیلی چشمے پہ جھکی شاخیں
جیسے کوئی دوشیزہ گاگر میں بھرے پانی

(۱۸) جہلم کا بیاں ہر اک انداز نرالا ہے
میدان میں روانی یا گھاٹی میں ہو جولانی
(۱۹) تسنیم پہ خنداں ہے کوثر پہ ہے چشمک زن
ہر چشمۂ شیریں کا شفاف و خنک پانی

(۲۰) سر اپنا پہاڑوں سے ٹکراتے ہوئے بادل
میدان میں پھولوں پر کرتے ہیں درافشانی
(۲۱) یوں ایک ردا اوڑھے احساس خجالت سے
خورشید چھپا لیتا ہے اپنا رخ نورانی

(۲۲)
پگھلی ہوئی برف اک سو بہتی ہوئی میدان میں
اک سمت پہاڑوں پر صدیوں کا جما پانی

(۲۳) ہر صبح نظر آئے ہر شام نظر آئے
چاندی کے پہاڑوں پر سورج کی گل افشانی
(۲۴) ملبوس زمرد پر چاندی کی ردا اوڑھے
ہے جلوہ فگن ہر سو پربت کی مہارانی

Scanned with CamScanner

(۲۵) برفیلے پہاڑوں پر یہ سرخ شفق جیسے
الماس کے تودے پر ہوں لعل بدخشانی

(۲۶) کشمیر وہ جنت ہے اس عالم خاکی میں
ہر جنس بہشتی کی جس میں ہے فراوانی

(۲۷) یہ کوہ گراں پیکر ہر سمت اُٹھائے سر
اس خلد کی کرتے ہیں صدیوں سے نگہبانی

(۲۸) اس گلشن خوبی کا ہے سب سے حسین غنچہ
یہ درگہ حضرت بل یہ مرکزِ روحانی

(۲۹) ہو کوئی بھی دشواری دشوار نہیں ہے یاں
یاں کوئی بھی مشکل حل ہوتی ہے بہ آسانی

(۳۰) خورشید کے پرتو سے ہوتا ہے قمر روشن
خورشید کو اس قبہ سے ملتی ہے تابانی

(۳۱) یاں سرورِ دو عالم کا موئے مبارک ہے
ہے فقر گدا سے کم یا شوکت سلطانی

(۳۲) جھکتے ہیں یہاں دونوں اندازِ عقیدت میں
درویش کا ماتھا ہو یا شاہ کی پیشانی

(۳۳) اس چشمہ رحمت سے کچھ دور لب دریا
امروز بھی جاری ہے فیض علی ثانی

(۳۴) فاران کی بلندی سے جہلم کے کناروں پر
ہے فیض رساں اب بھی اک عارف ربانی

(۳۵) کشمیر ترے چہرے پر کتنی نقابیں ہیں
دنیا نے تری صورت اب تک بھی نہ پہچانی

(۳۶) آغوش میں ہیں تیرے کس طرح سے یہ دونوں
فطرت کا خزانہ اور افلاس و پریشانی

(۳۷) کافر ہوں اگر جنت سمجھوں نہ تجھے لیکن
جنت میں رہوں پر کیوں یہ کرب و پریشانی

(۳۸) چہرہ پہ ہنسی سب کے سب چہروں پر شادابی
چہروں سے نمایاں ہے لیکن غم پنہانی

(۳۹) ہر پھول سے عارض پر پھیلی ہے شفق لیکن
کچھ اور بتاتا ہے ہر اک خطۂ پیشانی

(۴۰) معصوم سے چہروں پر ڈالے ہیں گھنے سائے
افکار و غم و حرماں اندوہ پریشانی

(۴۱) قدرت کے خزانے کی ہر شے ہے یہاں لیکن
با این ہمہ ساماں کیوں یہ بے سر و سامانی

(۴۲) اس حزن کے عالم میں اس غم کی فضاؤں میں بھی
آغوش میں تیرے ہے اک لذت روحانی

(۴۳) خود حسن ترا تیری ہستی کا بنا قاتل
خود تیری یہ شادابی ہے باعث ویرانی

(۴۴) کیا تجھ پہ گزرتی ہے اپنوں ہی کے ہاتھوں سے
ہاں اے ہدف شمشیر جذبۂ حیوانی

(۴۵) تو حسن مجسم ہے لیکن یہ ستم کیسا
کرتی ہے ترے ٹکڑے انساں کی ہوس رانی

(۴۶) کیسے ہیں فضا میں یہ تاریک سے مرغولے
کیسی ہے پہاڑوں پر دہشت سی اک انجانی

(۴۷) کیسا ہے ہر اک دل میں یہ کرب کا اک عالم
کیسی ہے ہر ایک سر میں کیفیت ہیجانی

(۴۸) بیدار ہوا ہے پھر شاید حسِ خود داری
مانگے ہے تیری غیرت شاید کوئی قربانی

(۴۹)

شاید ترے ٹکڑے چاہتے ہیں ہم آغوشی
شاید ترے دریا میں پھر آئی ہے طغیانی

Scanned with CamScanner

۵۰

جو دل میں اتر آیا تھا راہ کی آنکھوں سے
تخئیل ابھی تک ہے اس حسن کا زندانی

۵۱

دنیائے حقیقت میں لاتا ہے مگر تجھ کو
لمحاتِ تصور کے ہوں کتنے ہی طولانی

(۵۲)

کچھ اور بھی دنیا میں ہیں کام ولی تجھ کو
کب تک یہ مدح گوئی کب تک یہ ثنا خوانی

۵۳

دنیا کے سبھی کاموں سے کیا دل کو لگانا ہے
ہر شے ہے یہاں آنی ہر شے ہے یہاں جانی

۵۴

ہر چیز کا دنیا کی کیا ذکر ہے خود تیری !
اس عالمِ خاکی میں دو دن کی ہے مہمانی

۵۵

یہ عالمِ خاکی کچھ منزل تو نہیں تیری
یہ عالمِ خاکی خود ہے مرحلۂ فانی

۵۶

دنیا سے بہت آگے جانا ہے ابھی تجھ کو
دنیا سے بہت آگے ہے منزلِ عرفانی

Scanned with CamScanner